

# غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات

## اور ان کے حقوق

﴿سید جلال الدین عمری﴾

موجودہ دور میں انسان کی ضروریات زندگی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا چلا گیا ہے اور ان میں بہتر نوع آگئیا ہے۔ آج کی تیز رفتار مادی ترقی کے ساتھ ان میں روز بروز اضافہ ہی کا امکان ہے۔ اس کا تجھے یہ ہے کہ کسی بستی، شہر یا علاقہ ہی کے لئے نہیں بڑے سے بڑے ملک کے لئے بھی ان ضروریات کے سلسلے میں خود کفیل ہونا دشوار ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ایک علاقے کو دوسرے علاقے سے اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اس طرح درآمد و برآمد ہر ملک کی ضرورت بن گئی ہے۔ ایک چیز ایک ملک میں تیار ہوتی ہے، دوسرے ملک اس کے لئے منڈی فراہم کرتا ہے۔ جن چیزوں کی ضرورت ہے یا جو چیزیں لازمہ حیات بن گئی ہیں ان کی پیداوار اور تیاری پر کسی خاص قوم یا ملک کی اجارہ داری نہیں ہے۔ انہیں کوئی بھی ملک تیار کر سکتا ہے اور جہاں جس قسم کی ضرورت ہو فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ میں الاقوامی حالات اور آمدورفت کی سہولتوں نے قوموں اور ملکوں کو قریب کر دیا ہے کسی ملک کے افراد کا دوسرے ملک میں بھی مدت تک قیام بلکہ وہاں جا کر آباد ہونا بھی ناممکن نہیں رہا۔ ان حالات میں ایک مسلمان کے سامنے ان اشیاء کے استعمال کا سوال آتا ہے جنہیں غیر مسلم تیار کرتے ہیں۔ اس وقت خاص طور پر غذا اور لباس اور ان کے متعلقات زیر بحث ہیں۔ ان ہی کے ذیل میں بعض سوالات پر جتنگوں کی جائے گی۔

☆ اليقين لا يزول بالشك ☆ (نقشی ضایط)

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ (دینی) ایڈیشن ۱۱ دبرازہ جامش اشاریہ

## معاشرت عرب کے بعض پھلو

غذا اور لباس کا تعلق تہذیب اور معاشرت سے جڑا ہوا ہے، دنیا کی ہر قوم کی طرح مشرکین عرب کی بھی خاص تہذیب اور معاشرت تھی، رسوم و رواج تھے، ان کی مخصوص غذا نئیں تھیں، ان کی نیازی کا اپنا ایک طریقہ تھا۔ خوشی کے موقع پر تقریبات اور دعوتوں کا رواج تھا اور ہر تقریب کا الگ نام تھا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی اسی تہذیب اور معاشرت میں پیدا ہوئے، صحابہؓ کرامؓ کا بھی اسی ملک اور اسی تہذیب سے تعلق تھا۔ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کرامؓ کی غذا، لباس، رہن سہن اور معاشرت وہی تھی جو اہل عرب کی تھی۔

- ۱۔ بعض تقریبات کا ذکر یہاں نامناسب نہ ہو گا۔
- ۲۔ ولیمہ: نکاح کے بعد کی تقریب۔
- ۳۔ عقیقہ: پچھے کی پیدائش پر ساتویں دن کی دعوت۔
- ۴۔ اعذار: ختنہ کے موقع پر کی جانے والی دعوت۔
- ۵۔ التفیعہ: وہ دعوت جو سفر سے بہ عافیت و اپنی پر کی جانے۔
- ۶۔ الوجہی: دعوت عام۔
- ۷۔ المزدی: دعوت خاص،

دعوت کے لئے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اسے المذدی کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو، ابو عمر احمد بن محمد بن عبد اللہ الاندلسی، العقد الفرید، بحث اطعمة العرب ۲۹۰-۲۹۲ متعلقہ الفاظ کی وضاحت اور تشریع کے لئے اسان العرب بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ ان تقریبات میں سے بعض کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا اس لئے انہیں سنت کا درجہ حاصل ہے۔

## غذاوں کی حلت و حرمت

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اپنی غذا کے لئے جن اشیاء کا استعمال کرتا ہے مذہب کی دنیا میں ان کی حلت و حرمت کا سوال بڑا ہم رہا ہے، بعض چیزیں ایک مذہب میں جائز اور مباح ہیں تو دوسرا نہ ہب میں وہ منوع اور حرام سمجھی گئی ہیں۔ الہ عرب بھی اشیاء کی حلت و حرمت کے قائل تھے، لیکن اس کی بنیاد زیادہ تر مشرکانہ تصورات اور اوهام و خرافات پر تھی۔ اسلام نے ان کے باطل تصورات کی اصلاح کی اور کہا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ (۱) اس کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ سورہ الانعام کی سورت ہے اس میں مشرکین کے غلط رسم و رواج اور مذہبی خیالات پر تفصیل سے جرح و تقدیم ہے۔ اسی میں ارشاد ہے:

فَلَمَّا آتِيَنَا أُولَئِكَ الْمُحَرَّمَاتِ عَلَىٰ طَاغِيْمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ  
يَمْكُونُ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ حِنْزِيرٍ فَلَأَنَّهُ رِجْسٌ  
أَوْ فِسْقًا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۝ فَمَنِ اضطُرَّ غَيْرَ بَانِيْغٍ وَلَا عَادٍ  
فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (۲)

کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر جو چیزیں کہ وہ کھاتا ہے، میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوئے اس کے کہ وہ مردار یا بہتا ہوا خون ہو یا حنзیز کا گوشت، اس لئے کہ وہ نپاک ہے یا فشق ہو کہ جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے لیکن اگر کوئی (جان بچانے کے لئے ان محبتات کے کھانے پر) مجبور ہو جائے اور وہ خدشے نہ بڑھے اور زیادتی نہ کرے تو

۱۔ سورہ النحل، آیت ۱۱۶،

۲۔ سورہ الانعام آیت ۱۳۵

☆ الضرر لا يزال بالضرر ☆ نقصان کا ازالہ نقصان سے نہیں کیا جائے گا ☆

تمہارا رب بِرَأْ مَعْفَوْ كَرْنے والا اور بِرَأْ حَيْمَ ہے۔ (۱)

اس آیت میں بعض وہ چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں جنہیں اہل عرب حلال سمجھتے اور بے تکلف استعمال کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بعض اور چیزوں کی حرمت بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جیسے شراب کی حرمت (۲) یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳)

## اشیاء میں اصل حلت ہے:

اشیاء کی حلت و حرمت کے سلسلے میں اصولی بات یہ ہے کہ اشیاء میں اصل حلت ہے۔ حرام صرف وہی اشیاء ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان ان سے لازماً احتراز کرے گا۔ اس کے علاوہ ساری چیزوں حلال ہیں انہیں وہ استعمال کر سکتا ہے۔ حرام و حلال کے اس فرق کے ساتھ وہ جس معاشرے کا فرد ہے اور جہاں اس کی نشوونما ہوئی ہے، وہاں کی غذا ہو گی اور وہ جہاں بھی جائے گا اور جس ماحول میں بھی رہے گا مناسب حال اور اپنی پسند کی غذا استعمال کرے گا، جو چیزیں وہ خود کھا سکتا ہے وہ دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور ان کے ساتھ ان چیزوں کے کھانے پینے میں شریک بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم کا بھی فرق نہیں ہے۔ حلال چیزوں غیر مسلم تیار کریں تو ان کی خرید و فروخت اس کے لئے جائز ہو گی۔

اب آئیے اس موضوع کے بعض پہلوؤں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے۔

۱۔ اس سلسلہ کی مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب "صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات، ص ۱۰۰-۱۰۱

۲۔ سورہ المائدہ، آیات ۹۰-۹۱،

۳۔ قرآن و حدیث میں مطعومات و مشروبات میں کن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور کن چیزوں کی حرمت میں فقهاء کے درمیان اختلاف ہے اور کن چیزوں میں کراہت پائی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھی جائے۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن: ۱۱۵-۱۱۷، ۱۱۵-۱۱۷

## غیر مسلم کا پانی پاک ہے :

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حلال اور پاک نعمت ہے۔ ہر جاندار کی حیات کا اس پر دار و مدار ہے۔ یہ نعمت سب کے لئے ہے۔ بہت سے لوگ انسانوں کے درمیان ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص ہے وہ کم تر ذات کا سمجھتے ہیں پانی کو ہاتھ لگادے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال ان کے لئے منوع ہو جاتا ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پانی اصلًا پاک ہے۔ کسی فرد کے ہاتھ لگانے سے وہ ناپاک نہیں ہو جاتا۔ وہ ناپاک اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس میں کوئی نجس اور ناپاک چیز کی آمیزش ہو جائے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے غیر مسلموں کا پانی کھانے پینے حتیٰ کہ عبادات تک کے لئے استعمال کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصینؑ ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رات میں ہم نے ایک جگہ براوڈالا۔ صبح سب کی آنکھ لگ گئی، نماز قضا ہو گئی۔ فوراً بعد میں ادا کی گئی۔ ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کے ساتھ مجھے پانی کی تلاش میں بھیجا۔ جب ہم لٹکے تو دیکھا کہ ایک عورت پانی سے بھرے ہوئے دو مشک اپنی اوٹنی پر لئے جا رہی ہے۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں مل سکتا ہے؟ اس نے کہا قریب میں پانی نہیں ہے۔ میں اپنے قبیلے سے ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ طے کر کے پانی لا رہی ہوں۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک یہہ عورت ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں۔ ہم اسے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ ﷺ کے حکم پر اوٹنی کو بھایا گیا۔ آپ ﷺ نے مشک پر دست مبارک رکھا۔ تھوڑا سا پانی لے کر اس پر کلی کی۔ اس کے بعد آپ کا یہ مجرہ دیکھنے میں آیا کہ ہم چالیس افراد تھے۔ ہم سب نے اس سے پانی پیا اور ہمارے پاس جو چھوٹے بڑے برتن تھے سب بھر لئے۔ ایک صاحب کو عسل کی حاجت تھی۔ انہیں اس کے لئے پانی دیا گیا۔ اس کے باوجود یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مشک اس قدر بھرے ہوئے ہیں کہ پھٹے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس

عورت سے فرمایا کہ وہم نے تمہارا پانی کم نہیں کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے ہم لوگوں نے بچی ہوئی روٹی کے ٹکڑے اور سمجھو ریس اسے دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا جاؤ یہ اپنے بچوں کو کھلاؤ۔ اس نے اپنے قبیلے میں پہنچ کر پورا واقعہ بنایا تو سب لوگ اسلام لے آئے۔ (۱)

حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے شام کے سفر میں ایک نصرانی عورت کے گھر سے گرم پانی لے کر وضو کیا۔ (۲)

امام شافعیؓ نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک نصرانی عورت کے گھر سے پانی لے کر وضو کیا۔ (۳)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کے پانی کو اس تفصیل میں گئے بغیر کہ وہ کس قسم کا پانی ہے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ امام شافعیؓ فرماتے ہیں کہ مشرک کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ اگر اپنی عبادت کے لئے وضو کرتا ہو تو اس کے پیچے ہوئے پانی سے بھی وضو کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر متین طور پر یہ معلوم ہو کہ پانی نجس ہے تو وضو صحیح نہ ہو گا۔ (۴)

## غیر مسلم کی غذا کا حکم:

اب غذاؤں کو بیجئے۔ انسان کی غذائیں کئی طرح کی چیزیں شامل ہیں۔

(۱) ..... بعض چیزیں قدرت کی طرف سے اسے تیار شدہ ٹکل میں مل جاتی

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، باب علامات البوة فی الاسلام، مسلم، کتاب الساجد و مواضع الصلاة، باب تفشاء الغایت و استحباب تجیله، قاضی شوکانی کہتے ہیں: ثبت فی الصحيحین انه صلی اللہ علیه وسلم توضوء من مزادۃ مشرکة نبیل الاوطار: ۲۶/۱

۲۔ بخاری، کتاب الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأة، قرطبی نے دارقطنی کے حوالے سے اس واقعہ کی تفصیل نقل کی ہے۔ الجامع الاحکام القرآن: ۳۵۳۲/۱۳

۳۔ ابن حجر، فتح الباری: ۱/۲۹۹

۴۔ ابن حجر، فتح الباری: ۱/۲۹۹

☆ التاسیس خیر من التاکید ☆ تاسیس تاکید کی نسبت بہتر ہوتی ہے ☆

ہیں۔ جیسے بچل اور میوے۔ اس میں انسان کا دخل صرف زراعت، شہر کاری اور آب پاشی وغیرہ کی حد تک رہتا ہے۔ بعض اوقات بغیر خدمت کے بھی یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ انہیں اگر کوئی غیر مسلم پیدا کرتا ہے تو اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس طرح مسلمان کی پیداوار جائز ہے اسی طرح غیر مسلم کی پیداوار بھی جائز ہے۔ یعنی حکم گھبڑا، چاول اور دیگر قدامی اجتناس کا ہے۔

(۲۲) ..... بعض چیزیں وہ ہیں جنہیں آدمی ان کی فطری حالت میں بطور غذا استعمال نہیں کر سکتا، اس لئے ان میں اپنی جسمانی حالت، مزاج اور مددہ کی رعایت سے مناسب تریم کر کے استعمال کرتا ہے۔ اسی کے لئے وہ گھبڑا سے آٹا تیار کرتا اور آٹے سے روٹی پکاتا ہے، یادوں سے تسلیم کر استعمال کرتا ہے۔ اگر یہ خدمات کو غیر مسلم انجام دے تو مسلمان کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اگر کوئی اس سے فائدہ اٹھانا نہ چاہے تو بقول علامہ قرطبی یہ اس کی احتیاط ہو گی جواز بہر حال باقی رہے گا۔ (۱)

(۲۳) ..... جانور کا گوشت بھی انسان کی قدامیں شامل رہا ہے۔ اسلام کی رو سے حلال جانور کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ اس میں تقریباً بہر عبادت کا پہلو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس پر بحث آئے گے آری ہے۔

### غیر مسلم کی تیار کردہ غذائی اشیاء:

غیر مسلموں کی تیار کردہ حلال مطہومات استعمال کی جاسکتی ہیں۔ احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیز کا گلودا پیش کیا کیا۔ آپ نے چھری طلب فرمائی، اللہ کا نام لے کر اسے قطع کیا اور تناول فرمایا۔ (۲)

۱۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن ۲/ ۷۷،

۲۔ ابو داؤد، کتاب الاطعہ، باب فی اکل الجین،

نیبِ حجاز میں تیار نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ شام وغیرہ سے آتی تھی۔ (۱)

حضرت عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ غزوہ نبیر میں مجھے چربی سے بھرا ہوا ایک جراب (چڑے کا تمیل) ملا۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا اور کہا کہ یہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔ اتنے میں پلٹ کے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ (۲)

اس حدیث کے ذمیل میں امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہود کے ذبیحہ کی چربی کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز ہے، ماکیہ اور حتابہ میں سے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ چربی یہود کے لئے حرام تھی اس لئے ان کے ذبیحہ سے تکلی ہوئی چربی ہمارے لئے بھی حرام ہو گئی، لیکن امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (۳)

چربی کو محفوظ رکھئے اور اسے قابل استعمال بنانے کے لئے وہ کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتے رہے ہوں گے۔ چربی پر محسن، سمجھی اور روغن وغیرہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

## غیر مسلم کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے:

دعویں اور تقریبات ہر معاشرت کا ایک لازمی جزء ہیں۔ اس سے خوشی میں شرکت ہوتی ہے، تعلقات استوار ہوتے ہیں اور قربت بدھتی ہے۔ اسلام نے اس کی ترغیب دی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اسے قول کرنا پسندیدہ ہے، بلاوجہ اسے رد نہیں کرنا چاہئے۔ (۴)

۱۔ ثاضی شرکانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیر کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں: اکل من الجن المجلوب من بلاد النصارى كما اخرجه احمد و ابو داؤد من حدیث ابن عمر، نیل الاوطار: ۲۶/۱

۲۔ بخاری، کتاب الذبائح و الصيد، باب ذبائح اہل الكتاب و شحومهاب عن البحرب وغيرهم، مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز الأكل من طعام الغنية في دارالحرب،

۳۔ نووی، شرح مسلم، ج ۲، ج ۲، ص ۱۰۲، ۱۰۳، نیز ملاحظہ ہو، قطبی: ۲/۷۷،

۴۔ ملاحظہ ہو، رقم کی کتاب، صحت و مرغی اور اسلامی تعلیمات ص ۱۶۹،

غیر مسلم کے ساتھ بھی کھانا پینا مباح ہے۔ وقت ضرورت اسے دعوت دی جاسکتی ہے۔ اور اس کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے۔ جس معاشرے میں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہوں وہاں اس طرح کی دعوتوں اور تقریبات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اس سے دیشی اور سماجی بہت سے فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں۔

قرآن مجید نے الٰل کتاب کے بارے میں فرمایا:

وَ طَعَامُ الظَّالِمِينَ أَوْ تُؤَاكِدَابَ حِلْ لَكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلْ  
لَهُمْ - (۱)

ان لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ تمہارا ذیجہ ان کے لئے حلال ہے، کا ایک مفہوم یہ بھی ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے کہ جس طرح تم ان کا ذیجہ کھا سکتے ہو اسی طرح تم انہیں اپنا ذیجہ کھلا سکتے ہو۔ اس کی ممانعت نہیں ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے:

أَنَّ يَهُودَيَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خِبْرِ شَعِيرٍ  
وَاهَالَةَ سَنْحَةَ فَاجَابَهُ - (۳)

ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور بدبودار چربی (یا تیل) کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

روایات سے ثابت ہے کہ جنک خیر کے ختم ہونے کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے پاس بکری کا گوشت بھجوایا یا آپ ﷺ کی دعوت کی، اس میں زہر تھا۔ آپ

۱۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵،

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۲۰/۲،

۳۔ مندرجہ: ۳/۲۱، ۲۱۰، ۲۷۰،

صلی اللہ علیہ وسلم نے لفہ یتے ہی اسے تھوک دیا۔ اس کے باوجود اس کا اثر آپ ﷺ پر ہوا۔ آپ ﷺ کے ساتھی بشر بن براء کا اسی سے انتقال ہو گیا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے کھانے پینے کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔ قبیلہ ثقیف کے وفد کو جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں شہر ایا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ اس کے کھانے کا نظر فرماتے تھے۔ وفد کے لوگ حضرت خالدؓ کے کھانے سے پہلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ (۲)

## غیر مسلم کا ذبیحہ:

جانور کا گوشت ہمیشہ سے انسان کی غذا میں شامل رہا ہے۔ اسلام نے حلال جانور کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ بعض شرطیں رکھی ہیں۔ (۳) ..... حلال جانور بھی مردار نہ ہو، چاہے وہ طبی موت مرا ہو، یا گلا گھوٹنے، یا چوٹ کھانے سے یا کسی بلند مقام سے کرنے یادو سرے جانور کے سینک مارنے اور حملہ کرنے سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔

(۴) ..... اسے ذبح کیا جائے اور اللہ کے نام پر کیا جائے۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ جس جانور کو اللہ نے مارا ہے وہ تو ناجائز ہے اور جسے انسان ذبح کرے وہ حلال اور جائز ہے۔ قرآن کریم نے اس نام معموقل اعتراض کو درخواست اعتماد نہیں سمجھا اور کہا کہ اللہ کے نام پر جو جانور ذبح ہو اس کے کھانے میں تکلیف نہیں ہونا چاہئے۔ ارشاد ہے۔

۱۔ بخاری، کتاب المغزاۃ، باب الشاة الیست، مع فتح الباری: ۷/۳۹۷، واقعہ کی تفصیل اور روایات کے اختلافات کے لئے دیکھی جائے۔ ابن کثیر، المسیرۃ النبویۃ: ۳/۳۹۲-۳۹۱، نیز ملاحظہ ہو راتم

کا مضمون تھا کاف کی سماجی اور سیاسی اہمیت، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جذوری، مارچ ۱۹۹۶ء

۲۔ قبیلہ ثقیف نے بعض شراطک کے ساتھ بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ ابن ہشام: ۲/۱۹۲-۱۹۷، ابن کثیر، المسیرۃ النبویۃ، ۵۲/۲، ۵۲-۵۱،

سورہ المائدہ، آیت ۳۔

☆الضرر بیزال ☆ضرر (نقسان) کا ازالہ کیا جائے گا ☆

فَكُلُّوا مِمَّا ذُكِرَ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِإِيمَانِهِ مُؤْمِنُونَ ۝  
وَمَا لَكُمْ أَلا تَكُلُّوا مِمَّا ذُكِرَ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَلَ  
لَكُمْ مَا حَرَمَ عَلَيْكُمْ۔ (۱)

پس تم کھاؤدہ جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے۔ اک تم اس کی  
ہدایت پر یقین رکھتے ہو۔ آخر تم اس جانور کو کیوں نہ کھاؤ جس پر  
اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے وہ چیزیں بتا  
دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔ (ان میں یہ ذبیحہ نہیں ہے)  
جو جانور اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کیا جائے اس کا کھانا  
حرام ہے، چنانچہ قرآن کریم نے صراحت کی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرِ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَّهُ لِفُسْقٌ ۝ (۲)  
جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے اسے مت  
کھاؤ بیٹھ کیا فتن ہے۔

اسی وجہ سے جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ جیسے بت  
پرست قومیں بتوں کے نام سے کرتی ہیں یا استھانوں پر جانوروں کا چڑھاوا چڑھاتی ہیں۔ اس کا  
کھانا حرام ہے۔

إِنَّمَا حَرَمَ عَلَيْكُمْ ..... وَمَا أَهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔ (۳)

تم پر حرام کیا گیا ہے۔ ..... اور وہ جانور جسے اللہ کے سوا کسی  
دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

مشرکین عرب کسی آسمانی شریعت کے پابند نہیں تھے۔ انہوں نے مذہب کے نام  
پر حلال و حرام کے کچھ خود ساختہ طریقے اختیار کر رکھے تھے۔ مردار تک کھا جاتے اور ذبح

۱۔ سورہ الانعام، آیات ۱۱۸-۱۱۹،

۲۔ ایضاً، آیت ۱۲۱،

۳۔ سورہ البقرہ آیت ۱۷۳

کرتے تو دیوی دیوتاؤں کے نام پر کرتے اس لئے اسلام نے مشرکین کے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا۔ اس کے برخلاف اہل کتاب خدا اور وحی و رسالت کو اصولی طور پر مانتے اور اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے اس لئے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

**الْيَوْمَ أَحِلَّ لِكُمُ الظَّبَابَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَبَ حَلٌّ**

**لِكُمْ وَطَعَامُكُمْ حَلٌّ لَّهُمَا - (۱)**

آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لئے بھی حلال ہے۔

آیت میں 'طعام' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ اس میں گو عموم پایا جاتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے ذبیحہ مراد ہے۔ (۲) یہی بات متعدد تابعین سے مردی ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کو حرام سمجھتے ہیں اور اللہ ہی کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔ (۳)

علامہ ابن رشد کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔  
 تفصیلات میں بعض باتوں میں اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف۔ (۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو ناپسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے ذبیحہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے۔ (۵)  
 علامہ نووی فرماتے ہیں اہل کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر اجماع ہے۔ صرف

۱۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵۔

۲۔ امام بخاری فرماتے ہیں: قال ابن عباس طعامهم ذبان حبهم، بخاری، کتاب النبی و الصید،

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱۹: ۲،

۴۔ تفصیل کے لئے دیکھی جائے، بدیعت الجہد: ۳: ۱۲۶ اور اس سے آئی۔

۵۔ جصاص، احکام القرآن: ۳۹۶۔

شیعہ حضرات کو اس سے اختلاف ہے۔ (۱) فتحاء احتجاف نے اس معاملے میں ذمی اور حربی کا بھی فرق نہیں کیا ہے۔ ان کے نزدیک کتابی چاہے ذمی ہو یا حربی اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ (۲) ایک سوال یہ ہے کہ نصاریٰ کبھی حضرت مسیح کے نام پر اور بھی سی کہیسے کے نام پر بھی جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہود (کا ایک فرق) حضرت عزیز کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اس طرح کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

سلف میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ کس کے نام سے ذبح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عقائد و اعمال سے واقف ہے، اس کے باوجود جب اس نے ان کا ذبیحہ حلال کیا ہے تو اسے حلال ہونا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابو درداءؓ اور عبادہ بن صامتؓ کی رائے ہے۔ تابعین میں حضرت عطاء، زہری، ربعیہ، شعی اور سکھولؓ بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی رائے یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کریں تو یہ حمارے لئے حلال نہ ہو گا۔ اس لئے کہ قرآن نے صاف طور پر اس جانور کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے کھانے کی ممانعت کی ہے جو اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو (۳) تابعین میں حضرت حسن پیری اور طاؤس کی بھی یہی رائے ہے۔ (۴)

بظاہر یہی دوسری رائے کتاب و سنت سے زیادہ قریب اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مسلمان کتابی سے جانور ذبح کرائے تو یہ ذبیحہ جائز ہو گایا ہے ہو گا۔ امام مالک سے جواز اور عدم جواز دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں۔ جن لوگوں نے اسے ناجائز کہا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے نیت شرط ہے۔ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اسلامی شرائط کے مقابلے جو جانور وہ ذبح کر رہا ہے وہ حلال ہے۔ اس طرح

۱۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۲، جز ۲، ص ۱۰۲،

۲۔ ابن عابدین، برداختر علی الدر المختار: ۵/ ۲۵۸،

۳۔ سورہ الانعام آیت ۱۲۱،

۴۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۲، جز ۲، ص ۱۰۲-۱۰۳، قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۶/ ۲۷،

مکی نیت کتابی کی نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے اسے جائز قرار دیا ہے انہوں نے یہ شرط تسلیم نہیں کی۔ ان کی ولیل یہ ہے کہ اللہ نے ان کے ذیجہ کو حلال قرار دیا ہے۔ لہذا وہ مسلمان کی طرف سے اس معاملہ میں نیابت بھی کر سکتا ہے۔ (۱) احناف کے نزدیک کسی مسلمان کا کتابی سے جانور ذبح کرنا بات مکروہ ہے لیکن جانور حلال ہو گا۔ (۲)

## غیر مسلم کے برتن:

جو برتن غیر مسلم افراد یا کپشیاں تیار کرتی ہیں ان کی خرید و فروخت یا استعمال کے مباحث ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ البتہ جو برتن ان کے استعمال میں ہوں ان کے بارے میں سوال یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو اس کے ساتھ کچھ شرائط ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب متعدد احادیث میں ملتا ہے۔

حضرت ابو شعبہ نے<sup>رض</sup> یہاں کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں اہل کتاب ہیں، کیا ہم ان کے برتن کھانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے ارشاد فرمایا:

فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ أَنِّيهِمْ فَلَا تَأْكُلُوهُ وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا  
فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا۔ (۳)

اگر تمہیں ان کے برتوں کے علاوہ دوسرے برتن و سخیاب ہوں تو ان کے برتوں میں نہ کھاؤ۔ لیکن اگر دستیاب نہ ہوں تو انہیں دھولو پھر ان میں کھاؤ۔

حضرت ابو شعبہ نے سے مردی ایک روایت میں اہل کتاب کے ساتھ مجوس کا

۱۔ ابن رشد، بدایۃ المجتهد: ۲/۱۷

۲۔ بدایۃ: ۳/۲۸

۳۔ بخاری، کتاب الصید والذبائح، باب صید القوس، مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الصید بالکلاب المعلمة،

بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

اَهَلُّ سَفَرٍ نَمَرٌ بِالْيَهُودِ وَ النَّصَارَىِ وَ الْمَجُوسِ فَلَا نَجِدُ  
غَيْرَ اِنْتَهُمْ قَالَ فَانِّي لَمْ تَجِدُو اَغْيِرَهُمْ فَاغْسِلُوهُمْ بِالْمَاءِ ثُمَّ  
كُلُوا فِيهَا وَاشْرِبُوا۔ (۱)

ہم (بیشہ) سفر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ ہمارا گزر یہود، نصاریٰ اور مجوس کے علاقوں سے ہوتا ہے۔ ہمارے پاس ان کے برتوں کے علاوہ دوسرے برتن نہیں ہوتے (ایسی صورت میں میں کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا اگر ان کے برتوں کے علاوہ دوسرے برتن نہ ہوں تو تم انہیں پانی سے دھولو پھر ان میں کھاؤ اور پیو۔ ایک اور روایت میں ہے:

سَئَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَدْرِ الْمَجُوسِ  
فَقَالَ اِنْقُوْهُمْ غَسْلًا وَاطْبُخُوْهُمْ فِيهَا۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے کھانا پکانے کے برتوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں دھو کر پاک کرلو اور پھر ان میں کھانا پکاؤ۔

حضرت ابو شعبہؓ کی مذکورہ بالازوایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم چاہے وہ ایک کتاب ہوں یا مجوس اور بت پرست۔ کے استعمال برتن اس وقت استعمال کے جانے چاہئیں جب کہ دوسرے برتن دستیاب نہ ہوں اور استعمال سے پہلے انہیں خوب صاف کر لینا چاہئے۔ حضرت شعبہؓ ہی کی ایک اور روایت سے اس کی وجہ بھی سامنے آتی ہے۔ اس روایت میں ان کا سوال ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔

- ۱۔ ترمذی، ابواب الصید باب ما جاء ما يوكل من صيد الكلب وما لا يوكل،
- ۲۔ ترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء في أنية المشركين.

ابن نجاویر اهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم العظيم  
ويشربون في انتيهم الخمر۔

هم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں اور اپنی ہانڈیوں میں خزیر کا  
گوشٹ پکاتے اور اپنے برتوں میں شراب پیتے ہیں (کیا یہ برتن ہم  
استعمال کر سکتے ہیں؟)

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ان وجدتم غيرها فکلوا فيها و اشربوا وان لم تجدوا  
غيرها فارحضوها بالماء۔ (۱)

اگر تمہیں ان برتوں کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تو تم  
ان ہی میں کھاؤ اور بیجو۔ اگر دوسرے برتن نہ ہوں تو انہیں پانی سے  
دھو کر صاف کرو۔

اس سے صاف واضح ہے کہ یہ اہل کتاب یا غیر مسلموں کے ان برتوں کا حکم ہے  
جنہیں وہ حرام اور ناپاک چیزوں کے پکانے اور کھانے پینے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ جو  
برتن ان چیزوں کے لئے استعمال نہ ہوں ان کے بارے میں یہ حکم نہ ہو گا کہ ”اهتمام کے  
ساتھ پاک صاف کر کے بد رجہ مجبوری استعمال کیا جائے۔“ اس سے ایک بات یہ بھی نکلنی  
ہے کہ اچھی طرح دھو دینے کے بعد ہر طرح کے برتن استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت جابر  
کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے۔  
مشرکین کے کھانے پینے کے جو برتن ہاتھ آتے انہیں استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے  
اس پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ (۲)

ایک روایت میں ہے کہ ہم انہیں دھو کر استعمال کر لیا کرتے تھے۔ (۳)

۱۔ ابو داؤد کتاب الاطعمة، باب فی استعمال آنية اہل الكتاب،

۲۔ ایضاً،

۳۔ ابن ماجہ، فتح الباری: ۹/ ۶۲۳

امام نووی فرماتے ہیں، حضرت ابو شبلہؓ کی روایت میں غیر مسلم جن برتوں میں خزیر کا گوشت پکاتے یا شراب پیتے ہیں ان کے استعمال سے، اگر دوسرے برتن موجود ہوں تو، منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں کراہت محسوس ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے برتن ہیں، قنهاء کے نزدیک وہ دھونے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کراہت باقی نہیں رہتی۔ آدمی کے پاس دوسرے برتن ہوں تو بھی انہیں وہ استعمال کر سکتا ہے۔ (۱)

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ غیر مسلم کے برتوں کو استعمال کرنے سے پہلے انہیں دھونے اور بعض صورتوں میں پانی کھولا کر انہیں صاف کرنے کی بدایت اس لئے ہے کہ وہ نجاسات سے بچتے نہیں ہیں اور مردار کھاتے ہیں۔ دھونے بغیر پکانے میں برتن مٹی کے ہوں تو ان کے اثرات آسکتے ہیں۔ دھونے اور صاف کرنے کے بعد ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ برتن سونے اور چاندی کے نہ ہوں یا خزیر کے کھال سے نہ بنے ہوں (جیسے مشکرہ وغیرہ) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ضرورت ہو اور برتن تابنے یا لوہے کے ہوں تو انہیں دھو دیا جائے اور مٹی کے ہوں تو اس میں پانی پکانے کے بعد دھو دیا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جو برتن وہ کھانا پکانے کے لئے نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے لئے استعمال کرتے ہیں انہیں دھونے بغیر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کے برتن سے طہارت (استغفاء، وضو، عسل) حاصل کی جائے اور اس کا پاک یا ناپاک ہونا واضح نہ ہو تو اگر غیر مسلم کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال سے کوئی نہ ہی جذبہ یا تقدس وابستہ نہیں ہے تو قطعی طور پر طہارت صحیح ہو جائے گی، لیکن اگر اس کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال میں کوئی دینی جذبہ یا تقدس پایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی صحیح مسلک یہی ہے کہ طہارت ہو جائے گی۔ امام اوزاعی، ثوری، امام ابو حنفیہ، امام شافعی اور ان کے اصحاب اس برتن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں بخواہت۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ

۱۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۵، جزء ۱۳، ص ۷۹-۸۰،

۲۔ قرطبی، الجامع الایحاکم القرآن، ۲/۷۸،

امام احمد اور الحنفی بن راہویہ کے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے بھی اسے ناپسند کیا ہو۔ (۱)

## غیر مسلم کے کپڑے:

غیر مسلم بکروں یا ان کے کارخانوں کے تیار کردہ کپڑے کا استعمال بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ ان کے استعمال شدہ کپڑوں کے بارے میں علماء کے بیان کچھ تفصیل ملتی ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنفی کہتے ہیں کہ اہل کتاب کے استعمال شدہ کپڑے، جیسے عمامہ، طپسان (وہ چادر جو لباس کے اوپر عبا کی طرح اوڑھی جاتی ہے) یا بدن کے اوپر کے حصے میں استعمال ہونے والے کپڑے تو یہ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

البتہ جسم کے نچلے حصے کے لئے جو کپڑے استعمال ہوتے ہیں ان سے احتراز اولی ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ عبادت کے لئے طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ ابوالخطاب کہتے ہیں کہ اصل طہارت ہے۔ جب تک کسی کپڑے کے نپاک ہونے کا ثبوت نہ ہوا سے پاک ہی سمجھنا چاہئے۔ (۲)

غیر اہل کتاب، مجوہیوں اور بت پرستوں کے برتوں اور کپڑوں کے بارے میں ابوالخطاب کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی اہل کتاب ہی کا ہے۔ یعنی ان کے کپڑے اور برتن پاک سمجھے جائیں گے اور ان کا استعمال جائز ہو گا۔ جب تک کہ ان کے بخس ہونے کا یقین نہ ہو۔ یہی امام شافعی کا مسئلہ ہے۔

یہ تو استعمال کپڑوں کا حکم ہے۔ وہ کپڑے جو غیر مسلم تیار کرتے ہیں وہ پاک ہیں۔ ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام یہی کپڑے استعمال کرتے تھے۔ فقهاء کی عام رائے یہی ہے۔ (۳)

غیر مسلموں سے معاشرتی روابط کے بعض اور پہلوؤں کی سماجی تعلقات کے تحت وضاحت ہو سکے گی۔

۱۔ یعنی، عدۃ القاری: ۲/۹۶۔

۲۔ ابن قدامہ، المغنی: ۱/۱۱۰۔

۳۔ ایضاً، ص: ۱۱۲۔